QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

پنجاب کی صوفی خانقاہوں پر محکمہ اوقاف کی عملداری کے معاشرتی اثرات

Social effects of the Awqaf department on the Sufi Monesteries of the Punjab

1. **Dr. Sarfraz Ahmad Javed**
   PhD Islamic Studies, Government College University Faisalabad, Pakistan.
2. **Dr. Mahmood Ahmad** (Corresponding Author)
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College University Faisalabad, Pakistan.
   Email: mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk

Abstract

Mystisim, which through belief and practis helps Muslims attain nearness to Allah by way of ihsan with personal experience. It is not possible to deny the services of the Sufi monasteries in relation to the propagation of Islam in Punjab. Fear of God, complete trust in Allah Almighty, adherence to the Holy Sharia, service to the people and discipline were the special qualities of these monasteries. Served and guided people in every field of life. This service and guidance not only continued in all situations, but also in the most difficult situations, his struggle continued and he did everything possible for the welfare of the people without any government patronage. This article will be the gate way for the researchers who are researching in Mystisim to inform themselves about the Social effects of the Awqaf department on the Sufi Monesteries of the Punjab.

Keywords: *Mystisim, Awqaf department, Sufi monasteries, role of sufi, Social effects of sufisim*

پنجاب میں اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں صوفی خانقاہوں کی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔ خوفِ خدا، اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ، شریعت مطہرہ کی پابندی، خدمتِ خلق اور نظم وضبط ان خانقاہوں کی خاص خوبیاں تھیں۔ صوفیہ کرام کی ان خانقاہوں نے زندگی کے ہر میدان میں عوام الناس کی خدمت اور رہنمائی کی۔ یہ خدمت اور رہنمائی نہ صرف تمام حالات میں جاری وساری رہی بلکہ کٹھن ترین حالات میں بھی ان کی جدوجہد پیش پیش رہی اور انہوں نے بغیر کسی حکومتی سرپرستی کے عوام الناس کی فلاح وبہبود کے لئے ہر ممکن سعی کی۔ عصرِ حاضر میں دنیا کے دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی خانقاہوں کی دیکھ بھال کے لئے محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی "محکمہ مذہبی امورواوقاف پنجاب کا قیام ہے۔ جو The Punjab waqf properties ordinance 1979 کے تحت عمل میں لایا گیا۔ اس کے اہم ترین اداروں میں ڈائریکٹوریٹ مذہبی امور، ڈائریکٹوریٹ ایڈمنسٹریشن، ڈائریکٹوریٹ اسٹیٹ، ڈائریکٹوریٹ پراجیکٹس، ڈائریکٹوریٹ ہیلتھ اور ڈائریکٹوریٹ فنانس خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

زیرِ نظر مقالہ میں پنجاب کی صوفی خانقاہوں پر محکمہ اوقاف کی عملداری کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۱۔ منظم ادارہ

محکمہ اوقاف گورنمنٹ آف پنجاب کا چونتیسواں محکمہ ہے یہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ اس کے بارے میں عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مادر پدر آزاد ہے اس پر کسی قسم کے اصول و قواعد عائد نہیں ہوتے جبکہ یہ خیال مکمل طور پر غلط ہے کیونکہ یہ ایک منظم ادارہ ہے۔[1] اس ادارہ کے باقاعدہ قوانین موجود ہیں جنہیں مذہبی اور سرکاری امور میں اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان رولز میں (ایکٹ) اور آرڈی نینس اور دیگر پروسیجر شامل ہیں مثلاً وقف پراپرٹیز آرڈی نینس ۱۹۵۹ / ۱۹۷۸ء، اوقاف اکاؤنٹس رولز ۱۹۸۲ء، رجسٹریشن ایکٹ، وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز، فنانشل رولز پنجاب، جنرل پراویڈنٹ رولز، پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ ۱۹۶۷ء، اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈی نینس اور نوٹنگ اینڈ ڈرافٹنگ پروسیجر وغیرہ۔[2]

۲۔ خدمتِ خلق میں سرگرم عمل

غرباء، فقراء، مفلس و نادار لوگوں کی خدمت میں یہ ادارہ منفرد اہمیت و افادیت کا حامل ہے۔ داتا دربار فری ہسپتال، شفاخانہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ پنجاب بھر میں ۵۰۰ فری ڈسپنسریاں مصروفِ عمل ہیں جس سے عوام کو سستی اور معیاری طبی سہولتیں فراہم ہوتی ہیں۔[3] زونز کی سطح پر جہیز کمیٹیاں سرگرمِ عمل ہیں اس وقت تک ۳ سے ۴ ہزار مستحق بچیوں کی جہیز کی مد میں مالی مدد کی جاچکی ہے اور یہ تعداد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس عمل کے لیے مکمل طور پر فنڈنگ پنجاب اوقاف آرگنائزیشن دیتا ہے۔[4] لنگر خانوں سے روزانہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ مفت کھانے کی سہولت سے استفادہ کرتے ہیں۔ صرف داتا دربار میں لنگر خانے کی مد میں روزانہ ۵۰ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں گذشتہ سال صرف لنگر کی مد میں دربار حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا جبکہ اب یہ گرانٹ بڑھا کر ایک کروڑ پچاس لاکھ سالانہ کر دی گئی ہے۔[5]

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری ان خانقاہوں کی معاشی اور معاشرتی خدمت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

> ”صوفیائے کرام نے اپنی ساری زندگی خدمتِ خلق میں وقف کر دی تاکہ معاشرے کو اخلاقی، مذہبی، سیاسی اور معاشرتی بُرائیوں سے نجات دلا سکیں۔ اس طرح وصال کے بعد ان کے مزارات روحانی مراکز کے ساتھ ساتھ عظیم معاشرتی و معاشی ادارے بن کر خدمتِ خلق کی تنظیمات (NGO's) کی شکل اختیار کر گئے ہیں جہاں بھوک کے ماروں اور ضرورت مندوں کی بہبود کے لیے کام ہوتا ہے۔ ان پرائیویٹ تنظیمات (NGO's) نے غریب، نادار لوگوں کے لیے سکول و مدارس کی صورت میں مفت تعلیم کا بندوبست کیا، مفت قیام گاہیں، طبی مراکز، ہسپتال، یتیم خانے اور غریبوں، بھوکوں اور مسافروں کے لیے لنگر خانے کا بندوبست کیا۔“[6]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

۳۔ شیلٹر ہاؤسز اور دیگر سہولیات کی مفت فراہمی

۱۲/ اگست ۲۰۲۰ء کو وزیر مذہبی امور و اوقاف پنجاب سعید الحسن شاہ نے نیا پاکستان وژن کے تحت اپنا سترہ (۱۷) نکاتی ایجنڈا پیش کیا جس کے تحت پنجاب کے ہر مزار پر غرباء، فقراء اور مسافروں کے لیے شیلٹر ہاؤسز کے قیام کا فیصلہ کیا ہے نیز ان مزارات پر پاپوش کی حفاظت اور بیت الخلاء استعمال کے معاوضہ جات کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ درج بالا مقامات پر فوری عمل درآمد شروع ہونے کی وجہ سے عوام الناس میں ادارہ کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔[7]

۴۔ حفظانِ صحت کے لیے اقدامات

محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب حفظانِ صحت کے اقدامات میں بھی پیش پیش ہے۔ سالانہ عرس حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ پر پکنے والا لنگر اور سبیل میں پلایا جانے والا دودھ باقاعدہ پنجاب فوڈ اتھارٹی چیک کرتی ہے اور اس کی باقاعدہ منظوری کے بعد اس کے زائرین میں تقسیم ہوتی ہے۔[8] Covid-19 کے پیشِ نظر اقدامات بھی اپنی جگہ منفرد اہمیت کے حامل ہیں۔ محکمہ اوقاف کے زیرِ تحویل مساجد و مزارات میں Corona Sop's کی باقاعدہ طور پر پابندی عمل میں لائی گئی ہے اور اس عمل کی کڑی نگرانی کی گئی ہے تاکہ خلاف ورزی کا ارتکاب ممکن نہ ہو۔ نمازیوں کو ۶ فٹ کے فاصلے پر نماز پڑھنے کا پابند بنایا گیا ہے۔[9] ماسک کے بغیر مزارات اور مساجد میں داخلہ کو سختی سے روکا گیا ہے۔[10] نیز شب برآت، تراویح، جمعہ اور دیگر اجتماعات کے انعقاد کو سختی سے روکا گیا ہے۔[11] غالباً یہی وجہ ہے ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور و اوقاف پنجاب ڈاکٹر طاہر رضا بخاری یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ Corona Sop's پر عمل درآمد جس طرح اوقاف کے زیرِ اہتمام اداروں میں ہوا ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ہوا۔[12]

ڈینگی Dengue وائرس ایک جان لیوا مرض ہے۔ محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب نے اس خطرے کو بروقت بھانپتے ہوئے منفرد اقدامات اٹھائے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں محکمہ کے زیرِ تحویل مساجد، مدارس، مزارات اور قبرستانوں کی صفائی یقینی بنائی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ کہیں پانی کھڑا نہ ہو نیز درج بالا جگہوں پر Anti-Dengue سپرے کو بھی یقینی بنایا گیا ہے تاکہ زائرین اس جان لیوا مرض سے محفوظ رہ سکیں۔[13]

۵۔ تنازعات کے حل میں کردار

مذہبی تنازعات کے حل میں بھی محکمہ ہذا نے قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔ وسطی پنجاب کے بیشتر مزارات میں شیعہ سنی تنازعات کا خاتمہ ان کی بنیادی ترجیحات میں شامل رہا ہے۔ ان مزارات میں لاہور میں بی بی پاک دامناں کا مزار، سیالکوٹ میں امام علی الحق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اور ساہیوال میں حضرت بابا مست رحمۃ اللہ علیہ (*) کا دربار خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[14]

لاہور میں بی بی پاکدامناں کے مزار پر دونوں فریقین میں یہ تنازعہ چلا آرہا ہے کہ یہ اہلِ سنت کا مزار ہے یا شیعہ کا۔ چونکہ یہ مزار ۱۹۶۷ء میں اہلِ سنت کے مزار کے طور پر رجسٹر ہوا تھا اس لیے سنی مسلک کے دربار کے طور پر لیا جانا چاہیے تھا۔ تنازعہ اس وقت شروع ہوا جب ۱۹۶۸ء میں گنبد کے تعمیراتی کام کے مکمل ہونے کے وقت عبدالمجید نامی رکن امور مذھبیہ کمیٹی نے گنبد کے اندر پنجتن پاک (حضرت محمد ﷺ، حضرت علی،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے نام لکھوائے تو جواباً سنی مسلک کے عقیدت مندوں نے ۲۷ جولائی ۱۹۷۱ء کو خلفائے راشدین کے نام لکھ دیئے۔ اس طرح دونوں فریقین میں ٹھن گئی اور یہ تنازعہ تقریباً ۴ سال پر محیط رہا۔[15] دونوں فریقین کے پاس اپنے اپنے دلائل موجود تھے اور کوئی ٹس سے مس نہ ہو رہا تھا۔ محکمہ اوقاف نے اس تنازعہ کے حل کے لیے کئی میٹنگز کیں۔ فریقین کے دلائل سنے اور وقتاً فوقتاً دیگر اقدامات کیے۔ مارچ ۱۹۷۲ء میں دونوں فریقین کے لیے قابل قبول حل نکالا گیا، مزار کے احاطہ میں حاضری کی اجازت دونوں فریقین کو مل گئی لیکن محفل میلاد یا مجلس عزا وغیرہ کے لیے سپیکر پر پابندی لگا دی گئی۔ دربار کو سنی وقف کے طور پر لے لیا گیا۔ دربار کے احاطہ میں کسی قسم کا بورڈ نہ لگانے کا حکم دیا گیا، کسی بھی اہم تقریب کے لیے محکمہ اوقاف کی پیشگی اجازت کو ضروری

* حضرت بابامست کا اصل نام سید مرید حسین بخاری تھا، والد کا نام سید امیر حسین شاہ تھا۔ مدینہ منورہ، نجف اور کربلا کے روحانی اسفار کیے۔ کربلا میں روضہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعمیر و مرمت میں حصہ لیا۔ ساری زندگی اہلِ بیت خصوصاً کربلا والوں کے ذکر کو بلند کیا۔ ۱۷ جولائی ۱۹۶۴ء کو وصال فرمایا۔ نماز جنازہ مولانا صابر حسین نے پڑھائی۔ 86/6-R ساہیوال میں مدفون ہوئے۔(بحوالہ مخطوطہ بابامست زبردست، صداقت حسین زیدی، ریٹائرڈ ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج ساہیوال۔)

قرار دے دیا گیا۔ اس طرح ایک بہت بڑے جھگڑے کا پُر امن اور منصفانہ حل نکالنے میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔[16]

خانقاہ امام علی الحق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ پر تنازعہ عموماً ۶۔۷۔۸ محرم عُرس کے دنوں ہوتا ہے۔ یہ تنازعہ بھی شیعہ اور سنی مسلک کے درمیان ہوتا ہے۔ دونوں فریقین امام صاحب کو اپنے مسلک کا سمجھتے ہوئے مزار پر اپنا حق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نوبت لڑائی جھگڑے تک جا پہنچتی ہے۔ محکمہ ہذا نے اس کا بھی بہترین حل نکالا ہے۔ عرس کے دنوں میں ڈپٹی کمشنر (DC) اور ڈویژنل پولیس آفیسر سمیت ۶۰۰/ اہل کار موجود ہوتے ہیں لہٰذا فریقین کو لڑائی جھگڑے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا پڑتا ہے۔[17]

دربار حضرت بابامست ساہیوال کا قصہ بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ شیعہ سنی تنازعہ یہاں بھی موجود ہے اور عرس کے دنوں مسائل اور زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ محکمہ اوقاف نے دونوں فریقین کو حاضری کی یکساں سہولت دے رکھی ہے لیکن محافل اور مجالس عزا وغیرہ دربار کے احاطہ میں منعقد کروانے پر پابندی لگا دی ہے جبکہ عرس کے دنوں پولیس کی بھاری نفری تعینات کی جاتی ہے تاکہ فریقین الجھنے سے باز رہیں اور وقت پُرسکون گزر جائے۔[18]

۶۔ ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کے لیے کاوشیں

ماحولیاتی آلودگی وطنِ عزیز کے چند اہم مسائل میں سے ایک ہے۔ محکمہ مذہبی امور و اوقاف اس مسئلہ پر قابو پانے میں بھی پیچھے نہیں ہے۔ محکمہ نے لاہور سمیت پنجاب کے ۹ بڑے شہروں میں خالی زمین پر جنگلات لگانا شروع کر دیا ہے اس طرح پنجاب کی ۱۱۲۹/ ایکڑ اراضی پر درخت لگائے جا رہے ہیں جن شہروں کی زمین پر درخت لگانے کا عمل شروع کیا گیا ہے ان میں لاہور، سرگودھا، ملتان، پاکپتن، ڈیرہ غازی خان،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

راولپنڈی، گوجرانوالہ اور دیگر شامل ہیں۔ درخت لگانے کے اس عمل سے جہاں ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ میں مدد ملے گی وہیں آکسیجن کے اضافے، ایندھن اور تجارتی مقاصد کے لیے لکڑی بھی دستیاب ہو گی۔[19]

۷۔ صوبائی عصبیت کے خاتمہ کی کوشش

محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب صوبائی عصبیت کے خاتمہ کے لیے بھی کوشاں ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ دوسرے صوبوں کے تعلیمی اور تفریحی دورے کروائے جاتے ہیں۔ علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، آئمہ، خطباء اور مؤذنین کو ٹریننگ کے دوران اپنے خرچ پر دیگر صوبوں کے تعلیمی اور تفریحی دورے کرواتی ہے تاکہ صوبائی عصبیت کا خاتمہ ممکن ہو سکے اور آپس میں پیار، اتفاق اور اتحاد کی راہ ہموار ہو سکے۔[20]

۸۔ ماحول دوست خانقاہیں

محکمہ اوقاف پنجاب کے زیرِ تحویل جتنی خانقاہوں کی از سرِنو تعمیر یا توسیع ہوئی ہے سب کی سب خانقاہیں روحانی اور جسمانی ہر دو لحاظ سے ماحول دوست ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں یہ خانقاہیں کشادہ، روشن، ہوادار ہیں۔ ان خانقاہوں میں خانقاہ حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، خانقاہ حضرت بابا بلھے شاہ اور خانقاہ حضرت پیر سیّد وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[21]

۹۔ تاریخی اور ثقافتی ورثہ کا تحفظ

محکمہ اوقاف کے زیرِ تحویل مساجد اور مزارات میں سے بیشتر عمارات تاریخی اور ثقافتی لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ ان مساجد میں بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خاں، جامع مسجد حضرت بی بی پاکدامناں اور دیگر شامل ہیں۔ محکمہ کو یہ اعزاز حاصل ہے وہ ان تاریخی اور ثقافتی مراکز کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ ان سے متعلقہ امور کی انجام دہی اور نگرانی کرتا ہے اور ان کو محفوظ بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرتا ہے۔[22]

۱۰۔ امن و امان کے قیام کے لیے کردار

امن و امان کے قیام کے حوالے سے محکمہ اوقاف کی اتحاد بین المسلمین کمیٹی پنجاب کا کردار نہایت اہم ہے جس میں ہر مکتبہ فکر کے اراکین شامل ہوتے ہیں اور ان اراکین کو امن کمیٹیوں کے اراکین کے ساتھ قریبی تعلق رکھنے اور بوقت ضرورت ان کے ساتھ تعاون کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔[23] نیز اتحاد بین المسلمین کمیٹی پنجاب کے ضابطہ اخلاق میں علماء کے لیے یہ بات شامل کر دی گئی ہے کہ وہ وعظ کے دوران میانہ روی اختیار کریں گے اور اتحادِ اُمت پر زور دیں گے۔ علاوہ ازیں اتحاد بین المسلمین کمیٹی کے ممبران اپنے مسلک کے بڑے علماء، عمائدین اور مذہبی اداروں سے قریبی رابطہ رکھیں گے اور فرقہ واریت سے متعلقہ مسائل کو حل کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں گے تاکہ مسائل گھمبیر شکل اختیار نہ کر سکیں۔[24]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

۱۱۔اعلیٰ تعمیراتی معیار کا قیام

محکمہ اوقاف کے زیرِ اہتمام تعمیرات فنِ تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ خانقاہوں، مساجد اور دیگر ملحقہ عمارات میں اعلیٰ تعمیراتی معیار کو قائم کرنے کی سنجیدہ کاوشیں کی گئی ہیں۔ تعمیرات کے عمل میں اعلیٰ ترین تعمیراتی سامان کا استعمال کیا گیا ہے۔ بہترین تعمیراتی کمپنیوں کو دیئے گئے ٹھیکہ جات اور تعمیراتی کمیٹیوں میں ماہرینِ تعمیرات کا تعین اس بات کا عملی ثبوت ہیں۔ داتا دربار کمپلیکس میں مسجد کے شرقی جانب بنے شیشے کی گلاس اسکرین سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آنے والے طوفان کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ یہ شیشہ ۱۰ ملی میٹر موٹا ہے۔ اس کی لمبائی ۹۵ ملی میٹر جبکہ اونچائی ۴۰ فٹ ہے۔ اس کے ڈیزائن سے تکمیل تک دو سال کا عرصہ لگا ہے۔ اسی طرح دروازوں اور چبوتروں میں اعلیٰ دیودار کی لکڑی اور German Brass Silver Sheet کا استعمال اور خطاطی کے لیے پاکستان کیلی گراف آرٹسٹس گلڈ کی خدمات اعلیٰ تعمیراتی معیار کے قیام کی نہایت منفرد کوششیں ہیں۔[25]

جامع مسجد مزار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیرِ نو کے لیے چیف آرکیٹیکٹ اوقاف پنجاب، ڈائریکٹر جنرل آثارِ قدیمہ کے ساتھ ساتھ نیشنل کنسٹرکشن کمپنی (NCC) اور نامور تعمیراتی کمپنی NESPAK کی خدمات مسجد کے اعلیٰ تعمیراتی معیار کی ضامن ہیں۔ صوفی خانقاہوں پر تعمیرات کے لیے باقاعدہ تعمیراتی کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں جن کے ممبران تعمیرات سے متعلقہ شعبہ جات کے سربراہان اور دیگر سینئر ترین افراد ہوتے ہیں۔ بڑی خانقاہوں پر تو صدر، وزیر اعظم، گورنر اور وزیر اعلیٰ تک تعمیراتی کمیٹی کے اجلاس کی سربراہی اور نمائندگی کرتے ہیں۔[26]

خانقاہ حضرت بی بی پاکدامناں پر تعمیرات کے لیے سابقہ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو اور گورنر کی دلچسپی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ خانقاہ حضرت بی بی پاکدامناں پر تعمیراتی کاموں کے لیے کمیٹی چیف سیکریٹری پنجاب نے تشکیل دی جبکہ دیگر ممبران میں سیکریٹری اوقاف پنجاب، چیف آرکیٹیکٹ پنجاب، ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور سینئر سٹرکچرانجینئر کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ شامل ہیں۔[27]

معاشرتی اثرات پر تنقیدی نظر

۱۔ مسجد کے احاطہ میں فلم کی شوٹنگ

تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ اوقاف کے زیرِ اہتمام مسجد وزیر خاں لاہور میں ۸ / اگست ۲۰۲۰ء کو فلم کی شوٹنگ ہوئی تھی جس میں اداکارہ صبا قمر اور بلال سعید پر ایک گانا فلمایا گیا تھا۔ مسجد کے احاطہ کے اندر صبا قمر کا رقص انتہائی بے ہودہ اور غیر اسلامی حرکت ہے جسے انتظامیہ محکمہ اوقاف کی رضامندی اور اجازت کے ساتھ ممکن بنایا گیا تھا۔ یہ خبر مختلف ٹی وی چینلز اور اخبارات پر شائع ہوئی تھی جس کے بعد عوام میں محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کے خلاف شدید غم و غصہ کے جذبات پائے جاتے ہیں۔[28]

۲۔ غیر شرعی اور غیر آئینی ایکٹ کا نفاذ

وقف پراپرٹیز ایکٹ ۲۰۲۰ء کو علماء اور مشائخ نے غیر شرعی اور غیر آئینی قرار دے دیا ہے اور اسے مذہبی آزادی پر حملہ اور آئین پاکستان کے آرٹیکل ۱۹ کی خلاف ورزی قرار دے کر اسے واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس بل کے مطابق مدارس اور خانقاہوں پر دہشت گردوں کی مالی امداد کا

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

الزام لگایا گیا ہے اور ناظم اعلیٰ کو وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں۔ حکم نہ ماننے کی صورت میں پانچ سال قید اور جرمانہ وغیرہ کی سزا سنائی گئی ہے جسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکے گا۔ جن علماء اور مشائخ نے اس بل کی مخالفت اور مذمت کی ہے ان میں صدر نیشنل مشائخ کونسل تنویر بخاری، صاحبزادہ غلام نصیر الدین چراغ، پیر سعید احمد صابری، صاحبزادہ توصیف الٰہی اور خواجہ غلام قطب الدین فریدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[29]

۳۔ خانقاہی معاملات ہائی کورٹ میں

بعض معاملات ایسے بھی ہیں جن کے حل میں محکمہ ناکام رہا ہے اور فیصلہ کے لیے لاہور ہائی کورٹ سے رجوع کرنا پڑا ہے۔ ان میں بہشتی دروازہ کو کھولنے کا وقت اور شخصیات کا تعین خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس وقت دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پر موجود بہشتی دروازہ کو کھولنے کا طریقہ کار لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں متعین کیا گیا ہے۔[30]

۴۔ سکیورٹی کے ناقص انتظامات

اوقاف انتظامیہ خانقاہوں کی سکیورٹی کے حوالہ سے بھی خاطر خواہ انتظامات نہیں کر سکی ہے جس کی وجہ سے خانقاہوں کے اندر خودکش حملہ آور تک آپہنچے ہیں۔ مزارات پر خودکش حملوں کا ہونا بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لیے اوقاف انتظامیہ کی کوششوں پر سوالیہ نشان ہے۔ خانقاہ حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور خانقاہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پر بالترتیب ۸ مئی ۲۰۱۹ء اور ۲۶/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو خودکش دھماکے ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے عوام میں اوقاف انتظامیہ کی ساکھ کو ایک بڑا دھچکہ لگا ہے۔[31]

۵۔ اہم سہولیات کا فقدان

کئی جگہوں پر اوقاف انتظامیہ کی نااہلی کھل کر سامنے آئی ہے۔ مزار حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے معروف ترین مزارات میں سے ایک ہے۔ ان میں زائرین کی سہولت کے لیے اعلانات کا نہ ہونا، خواتین ایریا میں سکیورٹی اہل کاروں کی کمی، بیت الخلاء اور وضوخانوں کی ناقص صفائی اور پاپوش کی اُجرت کا ۱۰ کی بجائے ۵۰/ اور ۵۰۰ تک ہو جانا قابل ذکر ہے۔ درج بالا سہولیات کی فراہمی میں محکمہ کی غفلت یہ بتاتی ہے کہ انتظامیہ کس حد تک غافل اور سست ہو چکی ہے۔[32]

حوالہ جات

[1] غافر شہزاد، پنجاب میں صوفی درگاہیں (کمال سے زوال تک)، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۴ء، ص: ۲۷
[2] مجلہ معارف اولیاء (مدیر: ڈاکٹر طاہر رضا بخاری) لاہور، محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب، مارچ ۲۰۰۹ء، شمارہ: ۱، ۷/ ۸
[3] انٹرویو، سید محمد فضل اللہ شاہ بخاری (پرسنل سیکریٹری ٹو چیئرمین متحدہ علماء بورڈ پنجاب) لاہور، یکم جنوری ۲۰۲۲ء، ۹ بجے صبح
[4] ایضاً

[5] ایضاً

[6] قادری، حسین محی الدین، ڈاکٹر، اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشن، جون ۲۰۱۸ء، ص: ۱۳

[7] KK نیوز، دو سالہ کارکردگی رپورٹ محکمہ اوقاف پنجاب، سید سعید الحسن شاہ، لاہور، ۱۲/ اگست ۲۰۲۰ء

[8] سید محمد فضل اللہ شاہ بخاری کے انٹرویو سے ماخوذ

[9] CT42، آج ۴۲ کے ساتھ، دفتر، لاہور، ۲۸ جون ۲۰۲۰ء، شام ۰۵:۷ منٹ

[10] ڈیلی دنیا نیوز، اُردو، فیصل آباد، ۳۰/ اپریل ۲۰۲۱ء، ص: ۴

[11] بول نیوز، رپورٹر معین ربیرہ، لاہور، ۱۴ مئی ۲۰۲۰ء

[12] CT42، لاہور، ۲۸ جون ۲۰۲۰ء، بوقت ۰۵:۷ بجے

[13] 24 نیوز، شاہد سپرا (رپورٹر)، ۱۶ ستمبر ۲۰۱۶ء

[14] انٹرویو، محمد بابر (نگران دربار امام علی الحق سیالکوٹی) سیالکوٹ، ۱۱ جولائی ۲۰۲۰ء، ۱۱ بجے دن

[15] پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۱۳۳

[16] ایضاً، ص: ۱۳۵

[17] محمد بابر (نگران دربار حضرت علی الحق سیالکوٹی) کے انٹرویو سے ماخوذ

[18] انٹرویو، صابر علی، نگران، (دربار حضرت بابا مست، ساہیوال)، ۸ جولائی ۲۰۱۹ء، ۱۰ بجے صبح

[19] لاہور نیوز، راحیل سید (رپورٹر)، لاہور، ۲۶ نومبر ۲۰۱۸ء

[20] تعارف علماء اکیڈمی، لاہور، محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب، جون ۱۹۸۲ء، ص: ۱۲

[21] پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۶۳۔۶۴

[22] سید فضل اللہ شاہ بخاری کے انٹرویو سے ماخوذ

[23] مجلہ معارف اولیاء، شمارہ: ۱، ۷/ ۲۴

[24] ایضاً، ۷/ ۲۵

[25] پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۸۹۔۹۱

[26] ایضاً، ص: ۹۸۔۱۱۳

[27] ایضاً، ص: ۱۳۶

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

[28]https://www.nation com.pk, retrived on 2-10-2022

[29]روزنامہ جہان پاکستان، اسلام آباد، ۲۱ مارچ ۲۰۲۱ء

[30]پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص:۵۲

[31]انٹرویو، رانا محمد علی (ایڈمنسٹریٹر دربار بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ) پاکپتن، ۷ جولائی ۲۰۲۰ء، ۹ بجے صبح

[32]روزنامہ مشرق، لاہور، ۱۸ فروری ۲۰۲۱ء